

مطالعہ قرآن

سورہ ہائے الفلق والناس

جناب میر محمد حسین صاحب - ایم۔ اے۔ فاضل دیوبند

اگرچہ ان دونوں سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے میں علماء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، مگر ان دونوں سورتوں کی اندرونی شہادت ان کے مدنی ہونے کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ پہلی سورت میں مخلوق، رات کی تاریکی، جھاڑ پھونک کرنے والے نفوس اور حسد کرنے والے کے حسد سے خدا کی پناہ طلب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جھاڑ پھونک کا عمل عموماً اس طبقے میں رائج ہوتا ہے جو اپنے آپ کو کسی خاص مذہب سے وابستہ کرتا ہے مگر اس کا عمل، اس مذہب کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے بجائے اُس میں راہ پا جانے والے ٹوٹنے ٹوٹکوں اور شعبہ طرازوں تک محدود ہوتا ہے اور جیسا کہ قرآن مجید نے بتایا ہے کہ یہ طرزِ عمل مدینہ کے یہود میں رواج پا چکا تھا۔ سورہ البقرہ میں یہود کے کردار کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ

وَ اتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانِ عَلَىٰ مَلَكٍ سَلِيمٍ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٌ وَلَٰكِنَّ الشَّيْطَانِ كَفَرٌ وَّ اِيْعَلِّمُوْتِ النَّاسَ السَّمْحَ وَمَا اَنْزَلَ عَلٰى الْمَلٰٓئِكَةِ يُبٰٓئِلُ هٰٓرُوتَ وَ مَارُوْتَ (البقرہ ۴-۱۰۲)

اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیطان، سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمان نے کبھی نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیطان تھے جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں — ماروت و ہاروت — پر نازل کی گئی تھی۔

ایسے لوگ رات کی تاریکی ہی کو اپنے ان اسفل اعمال کے لیے منتخب کرتے ہیں اور طرح طرح

کی مخلوق کو اپنے دشمن کے درپے آزار بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لیے ہر طرح کی مخلوق اور تاریکی کے شر سے بھی تحفظ کے لیے دعا کی تلقین کی گئی۔

پھر حسد ہمیشہ کسی شخص سے اُس وقت کیا جاتا ہے جب وہ شہرت، عزت اور اقتدار وغیرہ میں ترقی کر رہا ہوتا ہے اور یہ مرتبہ و مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہی میں آکر حاصل ہوا جب انہیں مدینہ کا حاکم مطلق مان لیا گیا اور آپ پر وہوں کی اکثریت ایمان لانے لگی۔ قرآن مجید نے یہود کی جو اخلاقی بُرائیاں گنوائی ہیں اُن میں سے ایک حسد بھی ہے۔ چنانچہ فرمایا: **وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوكُم مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كَفَّارًا أَحَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ** (البقرہ: ۸۹) اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں۔ اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے۔

اسی طرح دوسری سورت میں افکار و خیالات میں دیدہ و نادیدہ تشلیک وارتیاب پیدا کرنے والوں کے خدا کی پناہ میں آنے کے لیے کہا گیا ہے اور یہ وسوسہ اندازی بھی منافقین و یہود ہی کا خاصہ ہو سکتی ہے جو زیادہ تر مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں بستے تھے۔ بخلاف کفار کے کہ وہ کھلے دشمن تھے انہوں نے آپ کی راہ روکنے کے لیے جو بھی ہتھکنڈے استعمال کیے کھلے بندوں کیے اور یہ ہتھکنڈے اسی قسم کے تھے جو ایک دُشیا دار طاقتور دشمن کے ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو از قبیل وسوسہ اندازی تھے اور نہ ہی ان پر مذہبی رنگ چڑھا ہوا تھا اس کے علاوہ ہر دوسورتوں کا اسلوب بیان بھی نئی سے زیادہ مدنی سورتوں کے اسلوب سے ملتا جلتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدنی زندگی کے بھی درمیانی دور میں یہ سورتیں نازل ہوئیں کیونکہ مذہبی طبقوں کو ان وسیعہ کاریوں، وسوسہ اندازیوں اور حسد کی ضرورت اُس وقت محسوس ہوئی ہوگی جیسا ان کی تمناؤں اور کوششوں کے علی الرغم اسلام ترقی کرنے کا حضور کے ملنے والوں اور جاں نثاروں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ ابتداء میں انہوں نے اس خطرے کو بے اعتنائی سے دیکھا ہوگا اور آخری دور میں اس "سیلابِ بلا" کا روکنا ان کے بس کی بات نہ رہی تھی۔ چنانچہ روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورتیں سجدہ کے قریب نازل ہوئیں۔

جس طرح جسمانی لحاظ سے انسان اپنی تمام تہذیبوں کے باوجود ہر وقت قدرتی حوادث اور اپنے بنی نوع کی سازشوں کی زد میں ہے۔ خدا کی پیدا کردہ ہر چیز کا جاندار ہوا ہے جان۔

سے اسے نقصان پہنچ سکتا بلکہ جان کے لالے بھی پڑ سکتے ہیں۔ رات کی تاریکیاں نہ معلوم اس کے لیے کتنی مضر تھیں اپنے اندر چھپائے بیٹھے ہیں۔ اس کے کتنے ہی دشمن علمِ سفلی کو اس کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں اس کی صلاحیتوں اور کمالات پر جلنے والے کسی قوت بھی اس کے لیے مشکلات کھڑی کر سکتے ہیں۔

سی طرح اس کے قدب و ذہن کو بھی ہر وقت پس پردہ سرگرمِ عمل شیطانی و طردانہ قوتوں کے اٹھائے ہوئے فکری تشلیک و ارتباب کے طوفانوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسانی قدب و فکر اس پرکھ کی طرح ہے جو ہر وقت آندھریوں کی زد میں ہو کہ جدھر جا ہیں اُسے اُڑا کر لے جائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مثل القلب کس بيشة بارض فلاة یقلبها الریاح ظہر البطن (مسند احمد) کہ انسان کے قلب کی مثال اس پرکھ کی سی ہے جو کسی بیابان میں پڑا ہوا اور آندھیاں اُسے ادھر سے ادھر اُڑاتی پھریں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ اکثر یہ دُعا مانگا کرتے کہ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینک کہ اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھ۔ اس پر صحابہؓ نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول! ہم آپؐ پر اور آپؐ کی تعلیمات پر ایمان لا چکے۔ کیا آپؐ کو ہمارے بارے میں (اب بھی) کوئی خدشہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ انہیں جیسے چاہتا ہے، اُلٹ پلٹ کر تا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے حضورؐ کا یہ قول مروی ہے کہ تمام انسانوں کے دل، خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ انہیں جس طرح چاہے پھیر سکتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے دعا کی کہ اللہم مصوف القلوب صوف قلوبنا علی طاعتک کہ اے دلوں کے پھیرنے والے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف ہی پھیرنا۔

ایسے میں انسان کا ظاہر و باطن اگر محفوظ رہ سکتا ہے تو صرف اللہ ہی کے فضل و کرم اور اس کی نصرت و ہدایت سے اور یہ دونوں سورتیں ایسے ہی وقت۔ خدا سے دستگیری طلب کرنے کی دُعا ہیں۔ اور ترتیبِ تدوینی میں ان دونوں سورتوں کو قرآن مجید۔ کتابِ ہدایت۔ کے آخر میں لانے کی حکمت غالباً یہی ہے کہ چراغِ مصطفوی اور شرارِ بولہبی کے درمیان اس ازلی وابدی کشمکشِ بینہ مومن شرارِ بولہبی کی جسمانی و فکری دونوں مضر قوتوں سے محفوظ رہے۔